نصابِ تعلیم بدلنا چاہیے مگر......

وطن عزیز میں خواندگی کا تناسب شرمناک حد تک کم ہے۔ اکیسویں صدی کا پاکستان تعلیم کی بنیادی ضرورتوں سے محروم ہے۔ حکومتی دعوے شرح خواندگی کو کھینچ کر 26 سے 30 فیصد تک لے جاتے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ پاکستان میں پڑھے لکھے افراد کی تعداد 7 تا 10 فیصد سے زیادہ نہیں ہے۔ ایک رپورٹ کے مطابق پرائمری سکول سے محروم دنیا کا ہرنواں بچہ پاکستانی ہے۔ غریب گھرانوں کے 49 فیصد بچے بنیادی تعلیم سے محروم ہیں پاکستان کا شمار ان ممالک میں ہوتا ہے جہاں پرائمری عمر کے بچوں کی بڑی تعداد سکولوں سے باہر ہے۔ یونیسکو کے اعداد وشمار کے مطابق دنیا کے کل سکولوں سے باہر بچوں میں سے 10.7 فیصد پاکستانی ہیں۔ ایجوکیشن فار گلوبل مانیٹرنگ رپورٹ 2011ء کے مطابق دنیا میں چھ کروڑ 74 لاکھ 83 ہزار بچے سکولوں میں داخل نہیں۔ ان میں 53 فیصد تعداد لڑکیوں کی ہے۔ پاکستان میں سکولوں سے باہر بچوں کی تعداد 72 لاکھ 61 ہزار ہے جبکہ ان میں 58 فیصد لڑکیاں ہیں۔ ایسے معاشرے میں قومی وبین الاقوامی معاملات کا شعور رکھنے والے کتنے ہوں گے اس کا اندازہ ان اعداد وشمار سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ افسوسناک بات یہ ہے کہ متوسط اور غریب خاندان کے بچوں اور نوجوانوں کیلئے تعلیم کے مواقع دن بدن کم ہوتے جارہے ہیں۔ اعلیٰ تعلیم کے دروازے کھولنے والے ہائیر ایجوکیشن کمیشن جس نے بیرونی دنیا میں پاکستان کو وقار عطا کیا، کے خلاف بھی سازشیں عروج پر پہنچ گئی ہیں۔ صوبائی خودمختاری کے نام پر اسے بھی ختم کرنے کے مکروہ منصوبے بنائے جارہے ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ روایتی نظام تعلیم نے اب تک کلرک پیدا کرنے کے سوا کچھ نہیں دیا۔ غریب اور متوسط گھرانوں کے بچوں نے اپنی ذاتی محنت اور ٹیلنٹ کے بل بوتے پر مقام پایا مگر وہ تناسب انتہائی قلیل ہے۔ لاکھوں غریب بچے فرسودہ نظام تعلیم اور تعلیمی اخراجات کی بھینٹ چڑھ کر سلسلۂ تعلیم منقطع کرکے معاشی گرداب میں پھنس کر اپنی زندگیاں برباد کررہے ہیں۔ حکومت کی طرف سے تعلیم کیلئے مختص بجٹ بھی نہ ہونے کے برابر ہے، جس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ عوام کو باشعور بنانے میں حکومتیں کتنی مخلص ہیں۔ تعلیم سے شعور آتا ہے اور شعور سے حقوق کی آگہی ہوتی ہے جو حقوق حاصل کرنے کا جذبہ بیدار کرتی ہے، یہی جذبہ نظریہ بن کر انقلابی اقدامات کرتا ہے جو پاکستان کا مقتدر طبقہ نہیں چاہتا۔ پاکستان میں فوجی اور ''جمہوری'' حکومتوں کی تاریخ اٹھا کر دیکھیں تو کسی نے بھی تعلیم کے دروازے عام شہریوں کیلئے کھولنے میں کوئی قابل بیان کردار ادا نہیں کیا۔ روشن خیالی کی بات البتہ ضرور ہوتی رہتی ہے جس سے قوم کو مغالطہ ہوجاتا ہے کہ اب تنگ نظری اور کم ظرفی کا لیول شائد تنزلی کا سفر شروع کردے مگر ''روشن خیالی'' کی آڑ میں اسلام اور نظریہ پاکستان کی اساس کی جڑیں کھوکھلی کرنے کا کام شروع ہے۔ اسلامیات اور مطالعہ پاکستان جیسے بنیادی اور ضروری مضامین پر ''روشن خیالی'' کی عینک سے تحقیق کا کام شروع کرکے نصاب میں ''تبدیلی'' کا عمل کچھ عرصہ بعد شروع کردیا جاتا ہے۔ نصاب کی بعض کتابوں میں پاکستانیت کے نام سے ایسے مضامین شامل کرنے کی کوششیں بھی ہوئیں جو بچوں کے اذہان کو بے حیائی کی طرف مائل کرسکتے ہیں۔ آگہی کے نام پر معصوم ذہنوں میں ایسے بیج بوئے جارہے ہیں جو ان کی غیرت وحمیت کیلئے زہرِ قاتل ہیں۔ نصاب میں تبدیلی کا کوئی بھی مخالف نہیں مگر یہ مثبت اور تعمیری ہونی چاہیے نہ کہ منفی اور تخریبی۔

آج حکمرانوں کے آئیڈیل بدل چکے، بانئ پاکستان کے افکار و نظریات کا ان کے عمل سے کوئی تعلق نہیں رہا۔ علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ اور قائداعظم محمد علی جناحؒ نے وطن عزیز اس لئے حاصل نہیں کیا تھا کہ آنے والی نسلوں کے ذہنوں سے ان کی قربانیوں کی داستانیں بھی رفتہ رفتہ کھرچ دی جائیں۔ نصاب تعلیم میں ''عطا ہونے والے ایجنڈے'' اور اپنے نام نہاد عقائد کی ملاوٹ کرنے والے نہ اس ملک کے وفادار ہیں اور نہ ہی اسلام کے۔ ایسے ماہرین تعلیم بھی موجود ہیں جو حکمرانوں کے اشارے پر ایوانِ اقتدار کے چکر لگانا شروع کردیتے ہیں اور اپنی نام نہاد دانش بیچ کر معصوم ذہنوں کو آلودہ کرنے کی ناپاک سازش کو عمل کا روپ دیتے ہیں۔ نصاب تعلیم میں زہر آلود آمیزش کرنے والوں کو نظریۂ پاکستان اور اسلامی اقدار کی پاسداری کا کچھ حیاء نہیں ہے۔ ان کا مقصد اپنے آقاؤں کی خوشنودی کے سوا کچھ نہیں۔ اگر یہ سلسلہ نہ روکا گیا تو سرکاری سکولوں میں بہت جلد جنسی آگاہی کے نام پر بے ہودگی کا سلسلہ مزید کھل کر شروع ہوجائے گا۔ ایسے میں والدین، دردمند اساتذہ اور رفاعی و سماجی تنظیموں، مذہبی وسیاسی جماعتوں کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ نصاب تعلیم میں شرمناک تبدیلیوں کے خلاف نہ صرف آواز بلند کریں بلکہ حکومت کو وارننگ دیں کہ ایسے اقدامات سے باز رہے جس سے پاکستان کا وقار عالم میں دھندلا جائے۔ بچے کسی بھی قوم کا سرمایہ ہوتے ہیں، ان کے معصوم اذہان سفید تختی کی مانند ہوتے ہیں ان پر جو لکھیں وہ نقش ہوجاتا ہے اس لئے حکمران ہوش کے ناخن لیں، ان نونہالوں کے ذہنوں کی زرخیز زمین میں اچھی فصل اگائیں۔ غلط نظریات اور غیر اسلامی شعائر کے خود رو پودوں کو اگنے کیلئے مہلت دینا انتہائی گھناؤنا جرم ہوگا۔ ان حالات میں منہاج القرآن ویمن لیگ، یوتھ لیگ، علماء کونسل اور منہاج ایجوکیشن سوسائٹی سمیت دیگر فورمز نے یہ ذمہ داری احسن طریقے سے نبھائی اور اس سازش کا پردہ چاک کرنے کیلئے ضروری اقدامات اٹھائے۔ منہاج ایجوکیشن سوسائٹی نے اس فتنے کے پیدا ہونے سے قبل حالات کو دیکھتے ہوئے، آج سے 17 سال قبل کام شروع کردیا تھا۔ منہاج ایجوکیشن بورڈ کے تحت ملک بھر میں منہاج القرآن کے تحت چلنے والے چھ سو سے زائد سکولوں میں پڑھنے والے ہزاروں بچے نصاب میں شامل زہر سے اس لئے محفوظ ہیں کہ ان سکولوں میں تربیت کا انتہائی موثر نظام موجود ہے۔ منہاج ایجوکیشن سوسائٹی نے شاہینوں کیلئے ایسا نصاب تیار کردیا ہے جو مستقبل میں انہیں اونچی سے اونچی پرواز کے دوران بھی اپنا اصل وطن نہیں بھولنے دے گا۔ منہاج ایجوکیشن سوسائٹی ایسے نظام تعلیم کی بنیاد رکھ چکی ہیں جس سے حکومت فائدہ اٹھا کر اپنے سابقہ کئے کا کفارہ ادا کرسکتی ہے۔

منہاج ایجوکیشن سوسائٹی کے ماہرین تعلیم حکومت کو پہلی سے دسویں جماعت کا ایسا نصاب تیار کرکے دے سکتے ہیں جو آئندہ دس سال میں ملک میں تعلیمی انقلاب بپا کرسکتا ہے۔ حکومت ان کی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھالے تو یہ سفر مختصر ہوسکتا ہے۔ اگر حکمرانوں کی ''مجبوریاں'' آڑے آتی ہوں تو بھی زیادہ فکر کی بات نہیں کیونکہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے تعلیم وشعور کے جو پودے لگائے تھے وہ اب گھنا باغ بن چکا ہے اور اس کے سایہ میں بیٹھنے والے اس شعر کی تصویر ہیں کہ

کوئی مہر تاباں سے جا کے کہہ دے کہ اپنی کرنوں کو گن کے رکھ لے
میں اپنے صحرا کے ذرے ذرے کو خود چمکنا سکھا رہا ہوں